90

تعلیمِ قرآن پر اجرت لینا

مفتیانِ وعلماء کرام ومشائخ عظام! کیا تعلیمِ قرآن پر اجرت لی جاسکتی ہے؟ بعض علماء اسے جائز اور بعض ناجائز کہتے ہیں، براہ کرم اس مسئلہ میں شرعی نقطۂ نظر واضح فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب بعون الوہاب وھو الموفق للصواب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ أَمَّا بَعْدُ!

اگرچہ تعلیمِ قرآن پر اجرت لینے کے بارے میں علماء کے مابین اختلاف تین اقوال پر مشتمل ہے:

1. مطلق طور پر ناجائز
2. مطلق طور پر جائز
3. بیت المال سے وظیفہ کی صورت میں جائز۔

مگر ہمارے نزدیک مطلق طور پر جواز کا قول قرینِ قیاس اور عمومی نفع کے پیش نظر صحیح ہے۔ تفصیل ذیل میں ملاحظہ ہو:

مانعین کے دلائل:

1. قرآن مجید کی وہ تمام آیات جن میں اللہ تعالیٰ کی آیات عوضِ قلیل پہ بیچنے کی ممانعت ہے مثلاً:

﴿وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۭ بِهٖ ۖ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۡ وَاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ﴾

”اور اس پر ایمان لاؤ جو میں نے اتارا ہے، اس کی تصدیق کرنے والا ہے جو تمھارے پاس ہے اور تم سب سے پہلے اس سے کفر کرنے والے نہ بنو اور میری آیات کے بدلے تھوڑی قیمت مت لو اور صرف مجھی سے پس ڈرو۔“ [1]

﴿لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ ”تا کہ اس کے ساتھ تھوڑی قیمت حاصل کریں۔“ [2]

جائزہ: ان آیات سے تعلیمِ قرآن کی اجرت کے منع پر دلیل لینا محلِ نظر ہے کیونکہ ان آیات میں اصل مخاطب اگرچہ بنی اسرائیل ہیں مگر یہ حکم تا قیامت آنے والے لوگوں کے لیے ہے جو محض طلب دنیا کی خاطر حق گوئی سے اعراض برتتے ہیں ایسے لوگ اس وعید میں شامل ہیں۔

2 وہ تمام آیات جن میں (اجر) اللہ تعالیٰ سے ہی لینے کا ذکر ہے اور یہ انبیاء کا شیوہ ہے۔

﴿قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْعَالَمِينَ﴾ ”کہہ دے میں اس پر تم سے کسی اجرت کا سوال نہیں کرتا، یہ تو تمام جہانوں کے لیے ایک نصیحت کے سوا کچھ نہیں۔“ [3]

﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ﴾ ”کہہ دے میں تم سے اس پر کوئی اجرت نہیں مانگتا۔“ [4]

ان آیات سے قرآنی تعلیم پر اجرت کے منع کا استدلال لینا درست نہیں دراصل لفظ (اجر) ثواب اور مزدوری دونوں پر بولا جاتا ہے ان آیات میں انبیاء علیہم السلام نے اجر کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی ہے اور یہ بات مسلم ہے کہ اجر دینے پر اللہ وحدہ لا شریک کے علاوہ کوئی قادر نہیں ہے جبکہ پہلا لفظ اجر معاوضہ پر بولا گیا ہے جس میں فقط یہ ہے کہ ہم تم سے معاوضے کا مطالبہ نہیں کرتے مطالبہ نہ کرنے کو حصول اجرت کے منع پر دلیل بنانا غلط فہمی ہے۔

3 اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾

”اور انھیں اس کے سوا حکم نہیں دیا گیا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں، اس حال میں کہ اس کے لیے دین کو خالص کرنے والے۔“ [5]

مانعین اس آیت کریمہ سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جس نے تعلیم قرآن پر اجرت لی اس

[1] سورة البقرة، آیت نمبر: 41. [2] سورة البقرة، آیت نمبر: 79. [3] سورة الانعام، آیت نمبر: 90. [4] سورة ص، آیت نمبر: 86. [5] سورة البينة، آیت نمبر: 5.

نے اخلاص کو ضائع کر دیا۔

جائزہ: یہ استدلال انتہائی کمزور ہے کیونکہ اگر عبادت میں کوئی ایسی غرض شامل ہو جو شرعاً جائز ہے تو اس میں حرج نہیں، جیسا کہ حج ایک بہت بڑی عبادت ہے لیکن ایام حج میں اپنے رب کا فضل تلاش کرنا جائز ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ ''تم پر کوئی گناہ نہیں کہ اپنے رب کا کوئی فضل تلاش کرو۔''[1]

3 حدیث مبارکہ ہے:

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: عَلَّمْتُ رَجُلًا الْقُرْآنَ فَأَهْدَى إِلَيَّ قَوْسًا فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنْ أَخَذْتَهَا أَخَذْتَ قَوْسًا مِنْ نَارٍ فَرَدَدْتُهَا .

''سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: میں نے ایک آدمی کو قرآن پڑھایا۔ اس نے مجھے تحفے کے طور پر ایک کمان دی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بتائی تو آپ نے فرمایا: اگر تو نے یہ لے لی تو آگ کی کمان لی۔ چنانچہ میں نے وہ واپس کر دی۔''[2]

اسے شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔

جائزہ: بعض محققین علماء کے ہاں یہ روایت ضعیف ہے جبکہ بعض نے اسے صحیح کہا ہے اگر یہ حدیث صحیح ہو تو مانعین کے استدلال کا بعض علماء نے یہ جواب دیا ہے کہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ جب اصحاب صفہ کو تعلیم دے رہے تھے تو ان کا ارادہ احسان وسلوک اور حصولِ ثواب کا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ دلائی کہ کمائی وصول کر کے اپنا ثواب ضائع نہ کریں خصوصاً جب کمائی اہل صفہ والوں سے لی جا رہی تھی وہ تو خود اس بات کے مستحق تھے کہ ان کو صدقہ دیا جائے۔ ان سے وصول کرنا خلافِ مروت اور ناپسندیدہ تھا۔

4 امام بخاری رحمہ اللہ نے باب باندھا ہے:

بَابُ إِثْمِ مَنْ رَأَى بِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ أَوْ تَأَكَّلَ بِهِ أَوْ فَخَرَ بِهِ

''اس شخص کی برائی میں جس نے دکھاوے یا شکم پروری یا فخر کے لیے قرآن مجید کو پڑھا۔''

[1] سورة البقرة، آیت نمبر: 198. [2] سنن ابن ماجة، كتاب التجارات، باب الأجر على تعليم القرآن، حديث نمبر: 2158.

جائزہ: شاید ان لوگوں کو امام موصوف کا مقصد ہی سمجھ نہیں آیا۔امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب البیوع میں باب قائم کیا ہے: بَاب مَا يُعْطَى فِي الرُّقْيَةِ عَلَى أَحْيَاءِ الْعَرَبِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَقُّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا كِتَابُ اللهِ. باب سورۃ فاتحہ پڑھ کر عربوں کے قبائل پر پھونکنا اور اس پر اجرت لینا۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ قرآنی تعلیم پر اجرت لینا امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک جائز ہے۔مانعین نے جس باب کی طرف اشارہ کیا ہے اس میں قرآن کے ذریعے ریاکاری اور حلال وحرام کی تمیز کے بغیر دنیا کا مال اکٹھا کرنے کی ممانعت ہے۔

قائلین کے دلائل:

1. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَحَقَّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا كِتَابُ اللهِ

”سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن چیزوں پر تم اجرت لے سکتے ہو ان میں سے زیادہ اس کی مستحق اللہ کی کتاب ہی ہے۔“[1]

2. عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ انْطَلَقَ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفْرَةٍ سَافَرُوهَا حَتَّى نَزَلُوا عَلَى حَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَاسْتَضَافُوهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمْ فَلُدِغَ سَيِّدُ ذَلِكَ الْحَيِّ فَسَعَوْا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَوْ أَتَيْتُمْ هَؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِينَ نَزَلُوا لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ شَيْءٌ فَأَتَوْهُمْ فَقَالُوا يَا أَيُّهَا الرَّهْطُ إِنَّ سَيِّدَنَا لُدِغَ وَسَعَيْنَا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهُ فَهَلْ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْكُمْ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ نَعَمْ وَاللهِ إِنِّي لَأَرْقِي وَلَكِنْ وَاللهِ لَقَدْ اسْتَضَفْنَاكُمْ فَلَمْ تُضَيِّفُونَا فَمَا أَنَا بِرَاقٍ لَكُمْ حَتَّى تَجْعَلُوا لَنَا جُعْلًا فَصَالَحُوهُمْ عَلَى قَطِيعٍ مِنَ الْغَنَمِ فَانْطَلَقَ يَتْفِلُ عَلَيْهِ وَيَقْرَأُ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ فَكَأَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ فَانْطَلَقَ يَمْشِي وَمَا بِهِ قَلَبَةٌ قَالَ فَأَوْفَوْهُمْ جُعْلَهُمُ الَّذِي صَالَحُوهُمْ عَلَيْهِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اقْسِمُوا فَقَالَ الَّذِي رَقَى لَا تَفْعَلُوا حَتَّى نَأْتِيَ النَّبِيَّ

[1] صَحِيحُ البُخَارِي، كِتَابُ العِلمِ، بَاب الشَّرْطِ فِي الرُّقْيَةِ بِقَطِيعٍ مِنْ الْغَنَمِ، حدیث نمبر: 5737.

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَذْكُرَ لَهُ الَّذِي كَانَ فَنَنْظُرَ مَا يَأْمُرُنَا فَقَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوا لَهُ فَقَالَ وَمَا يُدْرِيكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ ثُمَّ قَالَ قَدْ أَصَبْتُمْ اقْسِمُوا وَاضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ سَهْمًا فَضَحِكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

’’سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم سفر میں تھے۔ دوران سفر میں عربوں کے ایک قبیلہ کے ہاں پڑاؤ ڈالا۔ صحابہ نے چاہا کہ قبیلہ والے انہیں اپنا مہمان بنالیں، لیکن انہوں نے مہمانی نہیں کی، بلکہ صاف انکار کر دیا۔ اتفاق سے اسی قبیلہ کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا، قبیلہ والوں نے ہر طرح کی کوشش کر ڈالی، لیکن ان کا سردار اچھا نہ ہوا۔ ان کے کسی آدمی نے کہا کہ چلو ان لوگوں سے بھی پوچھیں جو یہاں آکر اترے ہیں۔ ممکن ہے کوئی چیز ان کے پاس ہو۔ چنانچہ قبیلہ والے ان کے پاس آئے اور کہا کہ اے لوگو! ہمارے سردار کو سانپ نے ڈس لیا ہے۔ اس کے لیے ہم نے ہر قسم کی کوشش کر ڈالی لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ کیا تمہارے پاس کوئی چیز (علاج) ہے؟ ایک صحابی نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں اسے دم کر دوں گا لیکن ہم نے تم سے میزبانی کے لیے کہا تھا اور تم نے اس سے انکار کر دیا۔ اس لیے اب میں بھی اجرت کے بغیر دم نہیں کروں گا، آخر بکریوں کے ایک گلے پر ان کا معاملہ طے ہوا۔ وہ صحابی وہاں گئے اور ’’الحمد للہ رب العالمین‘‘ پڑھ کر دم کیا۔ ایسا معلوم ہوا جیسے کسی کی رسی کھول دی گئی۔ وہ سردار اٹھ کر چلنے لگا، تکلیف و درد کا نام و نشان بھی باقی نہیں تھا۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر انہوں نے طے شدہ اجرت صحابہ کو ادا کر دی۔ کسی نے کہا کہ اسے تقسیم کرلو، لیکن جنہوں نے دم کیا تھا، وہ بولے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر پہلے ہم آپ سے اس کا ذکر کر لیں۔ اس کے بعد دیکھیں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا حکم دیتے ہیں؟۔ چنانچہ سب صحابہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا یہ تم کو کیسے معلوم ہوا کہ سورۃ فاتحہ بھی ایک رقیہ ہے؟ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ تم نے ٹھیک کیا۔ اسے تقسیم کرلو اور اپنے ساتھ ایک میرا حصہ بھی رکھو۔ یہ فرما کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔‘‘ [1]

[1] صَحِيحُ البُخَارِي، كتاب الإجارة، باب ما يعطي في الرّقية على أحياء العرب بفاتحة الكتاب، حديث نمبر: 2276.

اس حدیث مبارکہ میں وضاحت ہے کہ قرآن مجید پڑھ کر دم کرنے کے عوض بکریاں طلب کی گئی جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے معاملہ ذکر ہوا تو جہاں آپ خوش ہوئے اور مسکرائے اور انہیں اطمینان دلانے کے لیے وہاں اپنے لئے اس مال سے حصہ بھی طلب کر لیا۔

3 عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَعَرَضَتْ عَلَيْهِ نَفْسَهَا فَقَالَ مَا لِي الْيَوْمَ فِي النِّسَاءِ مِنْ حَاجَةٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ زَوِّجْنِيهَا قَالَ مَا عِنْدَكَ قَالَ مَا عِنْدِي شَيْءٌ قَالَ أَعْطِهَا وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ قَالَ مَا عِنْدِي شَيْءٌ قَالَ فَمَا عِنْدَكَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ.

”سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی اور اس نے اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ سے نکاح کے لئے پیش کیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے (اب) ان ایام میں کسی عورت کی ضرورت نہیں ہے۔ اس پر ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان کا نکاح مجھ سے کر دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تمہارے پاس (حق مہر کے طور پر) کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس عورت کو کچھ دو خواہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہی سہی۔ انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا تمہیں قرآن کتنا یاد ہے؟ عرض کیا فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر میں نے انہیں تمہارے نکاح میں دیا اس قرآن کے بدلے جو تم کو یاد ہے۔“[1]

اس واقعہ میں رسول اللہ ﷺ نے ولی کی حیثیت سے اس عورت کا نکاح تعلیم قرآن کو مہر قرار دے کر ایک صحابی سے کر دیا جس کے پاس اپنی ہونے والی بیوی کو بطور مہر دینے کے لیے کوئی انگوٹھی اور چادر وغیرہ بھی نہ تھی۔

ابن حزم رحمہ اللہ اپنی سند سے ایک حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا، کیا میں قرآن کی تعلیم پر اجرت لے سکتا ہوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا جن چیزوں پر

[1] صَحِيحُ البُخَارِي، كِتَابُ العِلم بَاب إِذَا قَالَ الْخَاطِبُ لِلْوَلِيِّ زَوِّجْنِي فُلَانَةَ فَقَالَ قَدْ زَوَّجْتُكَ ......، حدیث نمبر: 5141.

اجرت لے سکتے ہو سب سے زیادہ مستحق اللہ کی کتاب ہے۔ [1]

4 یقینا ایسی عبادت جو اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ہو اس کا معاوضہ وصول کرنا حرام ہے جیسا کہ کسی کے ہاں قرآن مجید کی تلاوت کے بدلے اجرت حاصل کرنا مگر تعلیم قرآن کا معاملہ یہ نہیں ہے بلکہ تعلیم قرآن کے ذریعے دوسروں کو فائدہ پہنچانا اور انفرادی و اجتماعی طور پر اس فائدہ کو عام کرنا ہے لہذا تعلیم قرآن کا معاوضہ وصول کرنے میں حرج نہیں ہے۔

5 اگر قرآن کی تعلیم دینے والوں کو معاوضہ لینے کی اجازت نہ دی جائے تو یہ میدان خالی ہو جائے گا (فی سبیل اللہ) وہی پڑھا سکتا ہے جو فکر معاش سے آزاد ہو اور اسے قرآن پڑھانے کا شوق بھی ہو ایسے لوگ انتہائی قلیل ہیں۔

6 معلم قرآن کو جو معاوضہ دیا جاتا ہے وہ اس کے وقت کے بدلے ہے کہ اسے کوئی اور ذریعہ معاش اپنانے سے ہٹا کر دن رات تعلیم قرآن کے لئے خاص کر دیا ہے تو ایسی صورت میں اجرت دینا یقیناً جائز ہے۔

علماء کے اقوال:

امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا حسن بصری، شعبی، ابن سیرین رحمہم اللہ کے نزدیک اگر پہلے سے شرط نہ لگائی جائے تو اجرت لینا جائز ہے جبکہ عطاء، مالک، شافعی رحمہم اللہ اور دیگر کئی فقہاء کے نزدیک شرط کی بناء پر بھی جائز ہے۔ [2]

ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا تعلیم قرآن پر اجرت لینے کے مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف تین اقوال پر مشتمل ہے سب سے بہترین قول امام احمد رحمہ اللہ کا ہے کہ اگر ضرورت ہو تو اجرت لے سکتا ہے۔ [3]

ابن حزم رحمہ اللہ نے قرآن مجید کی تعلیم پر اجرت لینا یا مشاہرہ لینا جائز قرار دیا ہے۔ [4]

ان دلائل کی روشنی میں ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ تعلیم قرآن پر اجرت لینا جائز ہے۔

یاد رہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور متقدمین احناف تعلیم قرآن پر اجرت لینے سے منع کرتے تھے مگر متاخرین احناف نے بھی اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔

[1] المحلی 14/380. [2] التبیان فی آداب حملة القرآن 1:/57. [3] مختصر الفتاوى المصرية 1:/387.
[4] المحلی 8/193.

مفتیانِ عظام وعلماء کرام

#	مفتیان کرام	دستخط	#	مفتیان کرام	دستخط
1	حافظ محمد شریف حفظہ اللہ (فیصل آباد)		2	عبدالعزیز نورستانی حفظہ اللہ (پشاور)	
3	مفتی بلال عبدالکریم حفظہ اللہ (گلگت)		4	ثناء اللہ زاہدی حفظہ اللہ (صادق آباد)	
5	غلام مصطفی ظہیر حفظہ اللہ (سرگودھا)		6	عبدالغفار اعوان حفظہ اللہ (اوکاڑہ)	
7	مفتی مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ (لاہور)		8	مفتی محمد انس مدنی حفظہ اللہ (کراچی)	
9	واصل واسطی حفظہ اللہ (کوئٹہ)		10	ڈاکٹر کندی حفظہ اللہ (کشمیر)	

مشرف عام	نائب رئیس	رئیس
حافظ مسعود عالم حفظہ اللہ	مفتی ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ	مفتی حافظ عبدالستار الحماد حفظہ اللہ